Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
April 29, 2025

Hajj Subsidy by the Government: A Research Study on the Shariah Ruling and the Opinion of the Council of Islamic Ideology

حکومت کی طرف سے حج سبسڈی، شرعی حکم اور اسلامی نظریاتی کونسل کی رائے تحقیقی مطالعہ

Dr. Ghulam Dastgeer Shaheen
Chief Research Officer, Council of Islamic Ideology, Islamabad
Email: gdshaheencii@gmail.com
Mobile: 0331-5576402

Ghulam Majid
Senior Research Officer, Council of Islamic Ideology, Islamabad
Email: gmajid203@mail.com
Mobile: 0302-2345733

Abstract

During the Hajj season, issues such as the rising cost of Hajj, the devaluation of the Pakistani currency, the Hajj quota, performing Hajj under the government scheme, and through private tour operators, often become the focus of media attention. Alongside these, another important issue also comes under discussion: whether it is permissible under Islamic law for the government to provide financial assistance or any form of concession to pilgrims—which is commonly referred to as a subsidy. As soon as this topic arises, scholars begin to express their views according to their understanding. Some scholars take the position that such a subsidy is not permissible, while others prefer the viewpoint that it is allowed, based on Islamic legal evidence. In Pakistan, there is an important constitutional body called the Council of Islamic Ideology, which comprises esteemed scholars from across the country, ensuring representation from various schools of thought. This institution deliberates collectively to form an opinion, effectively acting as a modern platform for collective ijtihad. On this significant issue, the Council has also conducted its own deliberations and reached a conclusion. This paper aims to present a research-based study of the Council's opinion, so that its scholarly dimensions can be analyzed.

Keywords: Hajj, Subsidy, Govt. Research Study, Shariah Ruling, Islamic Ideology, Council

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
April 29, 2025

حج کے ایام جہاں حج اخراجات میں اضافہ، پاکستانی کرنسی کی ارزانی، حج کوٹہ، سرکاری اسکیم کے تحت حج اور پرائیویٹ ٹور آپریٹرز کے تحت حج کی ادائیگی جیسے مسائل خبروں کی زینت بنتے ہیں وہیں ایل اہم مسئلہ بھی زیر بحث آتا ہے کہ کیا حکومت کی طرف سے حجاج کرام کو مالی معاونت کے طور پر یا دیگر کسی عنوان سے رعایت دینا، جسے عرف عام میں سبسڈی کا کہا جاتا ہے، شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں؟۔اس خبر کے سامنے آتے ہی ہر صاحب علم اپنی بساط کے مطابق اس پر روشنی ڈالتا ہے۔کوئی صاحب علم اگر اس حوالے سے عدم جواز کا رخ اختیار کرتا ہے تو کوئی شرعی دلائل کی روشنی میں اس حوالے سے جواز کے پہلو کو ترجیح دیتا ہے۔

پاکستان میں ایک اہم دستوری ادارہ اسلامی نظریاتی کونسل کے نام سے موجود ہے جس میں ملک بھر کے جید علمائے کرام موجود ہیں اور اس میں طبقہ فکر کی نمائندگی کو یقینی بنایا جاتا ہے۔یہ ادارہ اجتماعی طور پر غور وفکر کرکے کسی رائے تک پہنچتا ہے، گویا جدید دور میں یہ ایک اجتماعی اجتہاد کا ایک ادارہ ہے۔اس اہم مسئلہ پر اس ادارہ نے بھی غور وخوض کرکے ایک رائے مرتب کی تھی، زیر نظر مقالہ میں اس رائے کا ایک تحقیقی مطالعہ پیش کیا جائے گا تاکہ اس رائے کے علمی پہلو کا جائزہ لیا جاسکے۔

بنیادی سوالات

اس اہم مسئلے پر بحث اور اس کی شرعی حیثیت جانچنے کے لیے حسب ذیل دو سوالات اہمیت کے حامل ہیں:

۱- کیا حکومت کے لیے شرعاً اس بات کی گنجائش ہے کہ سرکاری خزانے سے حج کے لیے تعاون کرے؟

۲- کیا حکومت کی طرف سے ایسا تعاون صاحب استطاعت ہونے کے منافی ہے؟ دوسرے لفظوں میں کیا یہ تعاون "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا"[1] کے تقاضا کے خلاف ہے؟

عمومی طور اہل علم اس پر بحث کرتے ہوئے سولات طے کرکے حکم شرعی بتانے کے بجائے براہ راست ایک حکم طے کرکے لگاتے ہیں، جس سے مسئلہ کا درست فہم نہیں ہوپاتا اس لئے یہاں پہلے متعلقہ سوالات ذکر کئے گئے ہیں تاکہ علی وجہ

[1] (آل عمران:۹۷)۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
April 29, 2025

البصیرت حکم شرعی سے آگاہی ہو سکے۔

پہلے سوال کا شرعی حکم

اوپر ذکر کردہ دو سوالوں میں جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے تو قرآن و سنت کے دلائل سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حکومت وقت پر سرکاری خزانے (بیت المال) سے کن جگہوں (مصارف) پر خرچ کرنے یا تعاون کرنے کی ذمہ داری ہے یا ان کے لئے اس حوالے سے کیا گنجائش ہے، اس بابت ارشاد باری تعالی ہے:

" إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ "[2]

(صدقے صرف فقیروں کے لئے ہیں اور مسکینوں کے لئے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لئے اور ان کے لئے جن کے دل پرچائے جاتے ہوں اور گردن چھڑانے میں اور قرض داروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور راہرو مسافروں کے لئے)۔

بلاشبہ بیت المال کی آمدن میں ایک ذریعہ آمدن زکات اور صدقات کی رقوم ہیں، ان رقوم کے لئے جو مصارف درج بالا آیت کریمہ میں بیان ہوئے ہیں ان میں ایک مصرف "في سبيل الله" مذکور ہے۔ اس کا مصداق متعین کرنے میں تفسیری اقوال مختلف ہیں، کچھ مفسرین وفقہاء نے اس سے جہاد کے لیے جانے والے افراد مراد لیے ہیں تو کسی نے تمام ہی افعال خیر میں مصروف افراد مراد لیے ہیں، انہی اقوال میں سے ایک قول یہ ہے کہ اس مصرف کا مصداق حجاج کرام اور عمرہ کرنے والے افراد ہیں۔ چنانچہ یہ قول علامہ قرطبی ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

[2] (التوبۃ:۶۰)۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: April 29, 2025

"قولہ تعالیٰ: (و فی سبیل اللہ) و ھم الغزاۃ--- و قال ابن عمر: الحجاج و العمار، و یؤثر عن أحمد و اسحاق رحمھما اللہ أنھما قالا: سبیل اللہ الحج و فی البخاری یذکر عن أبی لاس حملنا النبی صلی اللہ علیہ و سلم علی إبل الصدقہ للحج"[3]۔

ارشاد باری تعالیٰ(و فی سبیل اللہ) سے مراد جہاد میں شریک لوگ ہیں---اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ اس سے حج اور عمرہ کرنے والے مراد ہیں۔ امام احمد اور امام اسحاق رحمہا اللہ سے مروی ہے کہ سبیل اللہ سے حج مراد ہے، صحیح بخاری میں ابولاس سے روایت مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حج کے لئے صدقہ کے اونٹ پر سوار کیا)۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، امام احمد اور امام اسحاق کی ایک روایت کے مطابق "سبیل اللہ" سے مراد حج اور عمرہ ہے اور بخاری کی روایت سے معلوم ہوا کہ خود نبی کریم صلی اللہ علہ وسلم نے چند حجاج کو صدقہ کا اونٹ بطور سواری فراہم کیا۔ "ابل الصدقۃ" یہ ایک ایسی اصطلاح تھی جس سے مراد بیت المال کا اونٹ لیا جاتا تھا یعنی سرکاری خزانہ سے سواری فراہم کی۔

جس طرح تفسیر قرطبی کے حوالے سے اوپر ذکر آیا کہ فقہاء میں سے امام احمد رحمہ اللہ کا ایک قول بھی یہی ہے اسی طرح فقہائے احناف میں سے امام محمد رحمہ اللہ کا بھی یہی قول ہے کہ "سبیل اللہ" سے مراد حج کرنے والے افراد ہیں۔ چنانچہ علامہ کاسانی مصارف کے بیان میں "فی سبیل اللہ" کے بارے میں وارد دیگر فقہاء کے اقوال نقل کرنے کے ضمن میں تحریر کرتے ہیں:

''و قال محمد: المراد منہ الحجاج المنقطع لماروی "أن رجلاً جعل بعیراً لہ فی سبیل اللہ فأمرہ النبی صلی اللہ علیہ و سلم أن یحمل علیہ الحجاج"''[4]

[3] محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح القرطبي أبو عبد الله (المتوفى:۶۷۳ھ) تفسیر القرطبی:۸/۱۸۷،

[4] علاء الدین الکاسانی، (المتوفی:۵۸۷ھ) بدائع الصنائع:۲/۴۶، دار الکتاب العربی، ۱۹۸۲م

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
April 29, 2025

(امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سبیل اللہ سے مراد گھر سے دور حاجی ہیں اس لیے کہ روایت ہے کہ "ایک آدمی نے اپنے اونٹ کو اللہ کے راستہ کے لیے (وقف) کر دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ارشاد فرمایا کہ اس پر حج کرنے والے کو سوار کر دو)

امام محمد رحمہ اللہ نے اپنے قول کی تائید میں روایت پیش کی ہے جس میں ایک صحابی نے اپنی سواری کو فی سبیل اللہ کے الفاظ سے وقف کیا تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے انہیں خدمت حجاج کے لے سواری پیش کرنے کا حکم فرمایا۔

مصلحت عامہ کے تحت اجازت

اس سوال پر اس انداز سے بھی غور کیا جا سکتا ہے کہ یہ ایک مصلحت عامہ کا پہلو بھی ہے، اور مصالح مسلمین کی صورتوں میں حکومت وقت (ولی الامر) کو کچھ اختیارات حاصل ہیں جیسا کہ بیت المال میں کسی مصلحت کے تحت تصرف کرنا۔ اسی کے پیش نظر فقہا نے حسب ذیل قاعدہ ذکر کیا ہے:

تصرف الإمام على الرعية منوط بالمصلحة۔[5]

(امام (حکومت وقت) کے عوام سے متعلق تصرفات مصلحت پر منحصر ہیں)

اس قاعدہ کے تحت علامہ ابن نجیم نے جو مسائل ذکر کئے ہیں ان میں بیت المال میں تصرفات کا بھی ذکر کیا ہے۔

اس تفصیل سے پہلے سوال کا جواب واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن وسنت اور فقہاء کی تشریح کے مطابق سرکاری خزانے (بیت المال) سے حجاج کرام کی معاونت کی جا سکتی ہے۔ یہ بھی انہی مصارف میں سے ایک مصرف ہے جن پر خرچ کیا جانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اور اس حوالے سے حکومت وقت کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ ایسی مصلحت عامہ کی بنیاد پر بیت المال کے مصارف میں تصرف کر لے۔

دوسرے سوال کا شرعی حکم

[5] الشَّيخ زَيْن الْعَابِدِيْن بْن إِبْرَاهِيْم بْن نُجَيْم (926-970ھ) الأشباہ والنظائر لابن نجیم: ص: 123، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۰۰ھ

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
April 29, 2025

جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے تو اس کا جواب بھی اب تک کی تفصیل سے ضمناً معلوم ہو جاتا ہے۔ البتہ مزید وضاحت کے لیے اس مسئلے کو اس تناظر سے دیکھا جاسکتا ہے کہ اگر کسی بھی صاحبِ استطاعت شخص کہ جس کے پاس سفر حج کے تمام اخراجات کی استطاعت موجود ہے، لیکن کچھ لوگ مزید اس کے ساتھ تعاون کرتے ہیں تو کیا اس سے استطاعت میں کوئی رکاوٹ پیدا ہوتی ہے؟ ظاہر ہے کہ نہیں۔ اسی طرح اگر حکومت مخصوص رقم کا تعاون کرتی ہے تو یہ "وَلِلّٰهِ عَلَي النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" میں مذکور استطاعت کے منافی نہیں۔ اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ اس آیت کے تحت مفسرین جب استطاعت کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس سے کیا کیا چیزیں مراد ہیں تو احادیث وآثار سے ثابت کرتے ہیں کہ اس سے سفر حج کی سواری اور کھانے پینے کے اخراجات پر استطاعت مراد ہے اور ساتھ ہی یہ بات لکھتے ہیں کہ اگر ایسا شخص کہ جس کے پاس یہ استطاعت نہ ہو لیکن وہ کسی طریقے سے بیت اللہ تک پہنچ جائے تو وہ بھی مستطیع ہو جاتا ہے، چنانچہ امام جصاص احکام القرآن میں لکھتے ہیں:

فان هو وصل إلى البيت مشياً فقد صار بحصوله هناك مستطيعاً بمنزلة أهل مكة لأنه معلوم أن شرط الزاد و الراحلة إنما هو لمن بعد مكة فاذا حصل هناك فقد استغنى عن الزادو الراحلة للوصول إليه فيلزمه الحج حينئذٍ فاذا فعله كان فاعلاً فرضاً۔[6]

(اگر وہ (زادِراہ اور سواری پر قدرت نہ رکھنے والا) پیدل بیت اللہ تک پہنچ گیا تو وہاں پہنچنے کی وجہ سے وہ صاحب استطاعت قرار پائے گا، جیسا کہ مکہ کے رہائشی لوگ، اس لیے کہ یہ بات واضح ہے کہ زاد وراحلہ کی شرط ان کے لیے ہے جو مکہ سے دور ہیں تو جب یہ وہاں پہنچ گیا تو پہنچنے کی وجہ سے زاد وراحلہ سے مستغنی ہو گیا، لہٰذا اس پر ایسی صورت میں حج فرض ہو گا اور جب اس نے حج ادا کیا تو حج فرض ہی ادا کیا)۔

اسی طرح بلکہ اس سے بھی واضح انداز میں علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں:

[6] أحمد بن علي أبو بكر الرازي الجصاص الحنفي (المتوفى: 370هـ)، حكام القرآن للجصاص: ۲/ ۳۱۰، دار إحياء التراث العربي- بيروت، ۱۴۰۵ھ

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: April 29, 2025

بخلاف الفقير لأنه لا يجب الحج عليه فى الابتداء ثم إذا حج بالسوال من الناس يجوز ذلک عن حجة الإسلام، حتى لوأيسر لا يلزمه حجة أخرى۔[7]

(برخلاف فقیر کے کہ اس پر اگرچہ ابتدا میں حج فرض نہیں ہے، لیکن جب اس نے لوگوں سے بھیک مانگ مانگ کر حج کر لیا تو یہ فریضہ حج ادا کرنا جائز ٹھہرا، حتیٰ کہ اگر بعد میں مالدار ہو گیا تو اس پر مزید حج کرنا لازم نہیں ٹھہرے گا)۔

ان دونوں عبارتوں سے یہ واضح ہوا کہ اگر کوئی فقیر، یعنی جو صاحب استطاعت نہیں تھا اگر بیت اللہ پہنچ گیا یا اس نے لوگوں سے تعاون لے کر حج ادا کر دیا تو اس کا فریضہ حج ادا ہو جائے گا، اس سے صاحب استطاعت شخص کا حکم بدرجہ اولیٰ واضح ہو جاتا ہے کہ اگر اس کے ساتھ کسی شخص یا حکومت نے تعاون کیا ہو اور وہ حج کر لے تو اس کا فریضہ حج ادا ہو جائے گا، اس میں شرعًا کوئی قباحت نہیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل کے فیصلے

نہایت مناسب ہے کہ اس موقع پر اسلامی نظریاتی کونسل کے دو فیصلوں کا حوالہ شامل کیا جائے جن میں اس مسئلہ پر بحث کی گئی ہو یا اس پر روشنی پڑتی ہو۔ چنانچہ پہلے ایک ایسا فیصلہ پیش کیا جاتا ہے جس سے براراست تو نہیں البتہ ضمنی طور پر اس مسئلہ کا حل سامنے آتا ہے۔ اس فیصلہ میں کونسل نے سرکاری خزانے سے ملازمین کو مفت حج کروانے کے بارے میں طے کیا:

> ہم نے اس مسئلے کے تمام پہلوؤں پر شرعی اصول کی روشنی میں غور کیا تو ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ اس مسئلے کا زیادہ تعلق حکومت کے بیت المال میں تصرف کے حق میں ہے، اگر حکومت شرعًا بیت المال سے ملازمین کو اتنا روپیہ دے سکتی ہے کہ وہ حج کر لیں تو لوگوں کے لیے یہ روپیہ لینا جائز ہو گا اور یہ اگر ملازمین کی سہولتوں میں شامل ہے تو منجملہ دوسری سہولتوں کے ایک سہولت ہو گی۔ ورنہ "عطایا" میں

[7] علاء الدین الکاسانی، (المتوفی: ۵۸۷ھ) بدائع الصنائع، ۲/ ۱۲۰، دار الکتاب العربی، ۱۹۸۲م

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
April 29, 2025

آئے گا جن کا لینا شرعاً درست ہو گا۔ ہم یہی سمجھتے ہیں کہ حکومت بیت المال سے اگر اس میں گنجائش ہو تو یہ تصرف کر سکتی ہے۔[8]

اس سے ضمنی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اگر حکومت حجاج کے لیے کچھ سبسڈی دے تو شرعاً اس کی اجازت ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کا ایک فیصلہ مستقل اسی عنوان سے ہے، درحقیقت یہ فیصلہ وفاقی وزارت مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی کے ایک سرکاری استفسار کے جواب میں دیا گیا تھا۔[9] اس کا متن حسب ذیل ہے:

"(الف) شرعاً حکومت کی طرف سے حج پر سبسڈی دینا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ عمل حجاج کے صاحب استطاعت ہونے کے منافی نہیں ہے۔

(ب) یہ سبسڈی بلا تفریق دی جائے، چاہے کوئی سرکاری طور پر حج کرے یا پرائیویٹ طور پر۔

(ج) حکومت زکوٰۃ کی رقوم سے سبسڈی دینے سے احتیاط برتے تو زیادہ بہتر ہے۔"[10]

اس فیصلے میں اسلامی نظریاتی کونسل نے بہت وضاحت کے ساتھ حجاج کرام کو سبسڈی دینے کی اجازت دی ہے۔ تاہم احتیاطی پہلو سے ایک شرط عائد کی ہے کہ حکومت زکات کی رقوم سے ایسی سبسڈی نہ دے۔

خلاصہ کلام یہ کہ:

- شرعی طور پر حکومت سرکاری خزانے سے حجاج کرام کے ساتھ تعاون کر سکتی ہے۔
- قرآن و سنت، اقوال صحابہ اور بعض فقہاء کرام کے موقف سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکاری خزانہ میں سے جن مصارف پر خرچ کیا جائے گا ان میں سے ایک مصرف حجاج کرام بھی ہیں۔ اور مصالح عامہ کے تحت حکومت وقت ایسا اختیار حاصل ہے کہ وہ بیت المال یا سرکاری خزانہ میں ایسا تصرف کرے۔

---

[8] اسلامی نظریاتی کونسل، اجلاس، منعقدہ ۲۸/ دسمبر ۱۹۹۰ء، سالانہ رپورٹ ۹۱-۱۹۹۰ء، ص ۳۳

[9] No.1(1)\1439-AO(PWF),Islamabad the 28th November,2018

[10] اسلامی نظریاتی کونسل، اجلاس نمبر ۲۱۴ (۲۹ تا ۳۰ جنوری، ۲۰۱۹) سالانہ رپورٹ: ۲۱۸ تا ۲۱۹ ص: ۱۹۷

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 5 Issue 2 (April-June, 2025)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
April 29, 2025

- حکومت کے تعاون سے حج کرنا شرعی طور پر صاحب استطاعت ہونے کے منافی نہیں ہے۔
- اسلامی نظریاتی کونسل جیسے موقر آئینی ادارہ کے دو فیصلوں سے بھی اس پر روشنی پڑتی ہے، ایک میں ضمنی طور پر جواز معلوم ہوتا ہے تو دوسرے فیصلے میں باقاعدہ صراحت کے ساتھ اس کی اجازت دی گئی ہے۔

حوالہ جات

[1] (آل عمران:۹۷)۔

[2] (التوبۃ:۶۰)۔

[3] محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح القرطبي أبو عبد الله (المتوفى:۶۷۳ھ) تفسیر القرطبی:۸/۱۸۷،

[4] علاء الدين الكاساني، (المتوفى:۵۸۷ھ) بدائع الصنائع:۲/۴۶، دار الكتاب العربي، ۱۹۸۲م

[5] الشَّيْخ زَيْن الْعَابِدِيْن بْن إِبْرَاهِيْم بْن نُجَيْم (926-970ھ) الأشباه والنظائر لابن نجيم: ص:123، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، ۱۴۰۰ھ

[6] أحمد بن علي أبو بكر الرازي الجصاص الحنفي (المتوفى:370ھ)، حكام القرآن للجصاص:۲/۳۱۰، دار إحياء التراث العربي – بيروت، ۱۴۰۵ھ

[7] علاء الدين الكاساني، (المتوفى:۵۸۷ھ) بدائع الصنائع، ۲/۱۲۰، دار الكتاب العربي، ۱۹۸۲م

[8] اسلامی نظریاتی کونسل، اجلاس، منعقدہ ۲۸/ دسمبر ۱۹۹۰ء، سالانہ رپورٹ ۹۱-۱۹۹۰ء، ص ۳۳

[9] No.1(1)\1439-AO(PWF),Islamabad the 28th November,2018

[10] اسلامی نظریاتی کونسل، اجلاس نمبر ۲۱۴ (۲۹ تا ۳۰ جنوری، ۲۰۱۹) سالانہ رپورٹ: ۲۱۸ تا ۲۱۹ ص: ۱۹۷

CC BY